

کراچی کا عثمانی فرقہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آج کل عجیب مادر پدر آزادی کا دور آ گیا ہے۔ دین کے نام پر دین بیزاری کی منظم سازشوں کے جال پھیلانے جا رہے ہیں۔ ایک مجلس میں جانے کا اتفاق ہوا۔ اس مجلس میں ایک صاحب جن کی نہ صورت شرعی، نہ سیرت، علماء اسلام پر برس رہے تھے کہ یہ مولوی فرقے بناتے ہیں، فرقہ پرست ہیں، دین فروش ہیں اور یہود کے احبار اور بہان کی طرح حرام خور ہیں، امامت اور دین کے کاموں کی تنخواہ لیتے ہیں جو بالکل حرام ہے۔ جو امام تنخواہ لے، اس کی اقتداء میں نماز بالکل نہیں ہوتی۔ یہ سب مولوی مشرک ہیں، دین سے خود دور ہیں، دوسروں کو دین سے دور کرتے ہیں۔ خدا کے نبی فرماتے تھے میری اجر اللہ کے ذمے ہے۔ یہ تنخواہ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری آیت کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو۔ یہ نماز میں چند آیات پڑھ کر تنخواہ کی صورت میں ان آیات کی قیمت وصول کرتے ہیں۔ کچھ لوگ اسکی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے اور کچھ خاموش تھے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہود کے احبار اور بہان جن کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ کیا کیا گناہ کرتے تھے؟ وہ جھٹ بولا ”وہ اپنی مرضی سے حلال حرام کے فتوے لگاتے تھے۔ غلط فتوے لکھ کر لہر دیتے تھے ہذا من عند اللہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ لوگوں کا مال ناحق کھاتے تھے“ جو بن کا کام کر کے تنخواہ لیتا ہے وہ دین فروش ہے، یہودی ہے، فرقہ پرست ہے۔ میں نے پوچھا آپ نے جو فتویٰ دیا ہے کہ امام کے لئے تنخواہ لینا حرام ہے ایسے امام کے پیچھے نماز

نہیں ہوتی، وہ دین فروش یہودی ہے یہ واقعہ قرآن، حدیث یا فقہ میں ہے یا آپ نے یہودی اخبار اور ہبان کی طرح خود ہی گھڑ لیا ہے؟ یہ تو واضح ہے کہ اخبار اور ہبان کے ایجنٹ تو آپ ہیں اور الزام علمائے کرام پر لگا رہے ہیں۔ وہ آیت یا حدیث پیش کرو کہ تنخواہ دار امام کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی۔ وہ کہنے لگا: کیا انبیاء علیہم السلام نے نہیں فرمایا کہ ہمارا اجر اللہ پر ہے۔ میں نے کہا اگر کوئی ڈاکٹر کہہ دے کہ میں دوا کے پیسے نہیں لیتا اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ جو دوا کے پیسے لے وہ حرام لے رہا ہے؟ آپ یہ دکھائیں کہ کسی نبی نے یہ فرمایا ہو کہ جو امام تنخواہ لے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں؟ کہنے لگا یہ صاف طور پر تو کسی آیت یا حدیث میں نہیں البتہ یہ ہے کہ میری آیات کو نہ بچو۔ میں نے پوچھا یہ آیت آپ نے کہاں سے پڑھی ہے؟ کہنے لگا قرآن پاک میں ہے۔ میں نے پوچھا وہ قرآن پاک آپ کو کہاں سے ملا؟ اس نے کہا: میں نے دکان سے خریدا تھا۔ میں نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو آیات کے بیچنے سے منع فرمایا تھا مگر ملک میں پورا قرآن پاک بیچا اور خریدنا جا رہا ہے کیا یہ اس آیت کے خلاف نہیں؟ اور اس خریدے ہوئے قرآن پاک پر تلاوت کیسے جائز ہے؟ کیا وہ تمام ادارے جو قرآن پاک کی نشر و اشاعت کر رہے ہیں اور قرآن پاک فروخت کرتے ہیں وہ سب دین فروش اور یہود کے اخبار اور ہبان ہیں؟ اور آپ ان سے خرید کر پڑھتے ہیں۔ اب وہ صاحب خاموش! میں نے پوچھا آپ کا شغل؟ فرمانے لگے میں ایک کالج میں اسلامیات کا پروفیسر ہوں۔ میں نے کہا آپ اسلامیات پڑھا کر تنخواہ تو نہیں لیتے؟ چپک کر بولا کیوں نہیں، تنخواہ تو لیتا ہوں۔ میں نے کہا پھر تو آپ خود ہی دین فروش نکلے۔ آپ کے فتویٰ کے مطابق تو آپ بھی اخبار اور ہبان ہیں اور دنیا بھر میں اسلامیات کے پروفیسر دین فروش ہیں۔ میں نے پوچھا جناب کی تنخواہ کتنی ہے؟ کہنے لگا صرف اٹھارہ ہزار روپے۔ میں نے کہا جو امام بیچارہ صرف ایک ہزار روپے تنخواہ لیتا ہے اس کو آپ دین فروش اور بڑا حرام خور کہتے ہیں تو اٹھارہ ہزار تنخواہ لینے والا تو یقیناً بڑا دین فروش اور حرام خور ہو گا۔ میں نے پوچھا کہ ہر

اسلامی حکومت میں اسلامی تحقیقاتی ادارے ہیں، جن میں دینی تحقیقات پر کام ہوتا ہے۔ اور کام کرنے والے ہزاروں روپے تنخواہ حکومت سے وصول کرتے ہیں۔ کیا یہ سب حکومتیں اور ادارے دین فروش ہیں اور یہودی مشن کے پرزے ہیں؟ کہنے لگا: نہیں وہ دین فروش تو نہیں البتہ وقت کی پابندی کی تنخواہ لیتے ہیں۔ میں نے کہا تو ائمہ مساجد اور معلمین کے بارے میں بھی یہی مان لیں۔ کہنے لگا: نہیں وہ تو نماز کی مزدوری لیتے ہیں۔ میں نے کہا: جب امام مسجد کسی دوسری جگہ کام کے لئے جاتا ہے تو وہاں وہ نماز پڑھتا ہے یا نہیں؟ کہنے لگا: یقیناً پڑھتا ہے۔ میں نے کہا: کیا وہ نماز کے بعد کھڑا ہو کر لوگوں سے مزدوری مانگتا ہے کہ میں نے نماز پڑھی ہے، مجھے ایک سو روپے مزدوری دے دو۔ کہنے لگا: نہیں میں نے کہا: صاف معلوم ہو گیا ہے کہ وہ نماز کی تنخواہ نہیں لیتا وقت کی پابندی کی تنخواہ لیتا ہے۔

فرقہ پرستی:

کہنے لگا: یہ مولوی فرقہ پرست ہیں اور فرقہ پرستی شرک ہے۔ کوئی حنفی ہے، کوئی شافعی، کوئی مالکی ہے، کوئی حنبلی، میں نے کہا: آپ تو پروفیسر ہیں، آپ کو تو اتنا بھی علم نہیں کہ یہ چاروں مذاہب ہیں نہ کہ فرقے۔ فرقے نظریات کے اختلاف سے بنا کرتے ہیں اور ان مذاہب میں عقائد و نظریات میں اتفاق ہے۔ صرف عملی راستے میں اجتہادی اختلاف ہے۔ یہ چار راستے ہیں اور چاروں راستوں کی منزل ایک ہی ہے، منزلی محمدی ﷺ۔ حدیث پاک میں نبی اقدس ﷺ نے فرقوں کا ذکر فرمایا کہ جو نبی پاک ﷺ کی سنت اور اجماع سے کٹنے والے ہیں وہ فرقے ہیں۔ جو نبی پاک ﷺ کی منزل سے ملانے والے ہیں وہ مذاہب ہیں۔ آپ پروفیسر ہو کر اتنی بڑی غلطی کر رہے ہیں کہ مذاہب جو منزل سے ملانے والا ہے اور فرقہ جو منزل سے کاٹنے والا ہے اس میں فرق نہیں جانتے۔ میں نے کہا کہ آپ نے ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کی باتیں یاد کی ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی باتیں نہیں۔ جھٹ بولا میرا تعلق عثمانی صاحب سے ہی ہے۔

میں نے کہا پھر تو تو خود بھی فرقہ پرست ہے اور پکا مشرک ہے۔ اس نے امت میں سے دین سے ناواقف چند لوگوں کو ساتھ ملا کر ایک فرقہ بنا لیا۔ اب اسکا فرقہ بھی آگے چار پانچ فرقوں میں بٹ چکا ہے۔ کہنے لگا: چلو فرقہ ہی سہی مگر اس نے اپنے فرقے کا نام تو قرآن پاک سے دیکھ کر رکھا ہے (حزب اللہ)۔ میں نے کہا: یہ تو ایسا ہی ہے جیسے مرزائیوں نے شہر بسایا اور اس کا نام قرآن سے دیکھ کر ”ربوہ“ رکھ لیا۔ حالانکہ نہ اس ربوہ کا قرآن سے کوئی تعلق ہے نہ اس ”حزب اللہ“ کا قرآن سے واسطہ ہے۔

توحید:

وہ کہنے لگا کہ سب نبیوں کی تعلیمات کا پہلا سبق توحید تھا۔ عثمانی نے ساری عمر توحید پر کام کیا۔ کسی سڑک پر نظر پڑی تو اس کا نام توحید روڈ رکھ دیا۔ کوئی محلہ دیکھا تو نام توحید نگر رکھ دیا، کوئی مسجد بنائی تو اس کا نام توحید مسجد رکھ دیا۔ میں نے کہا کیا یہی توحید کا کام ہے؟ اگر یہی کام ہے تو یہ کام کسی نبی نے نہیں کیا۔ کسی نبی نے نہ کسی سڑک کا نام توحید روڈ رکھا، نہ کسی محلہ کا نام توحید نگر رکھا اور نہ ہی کسی مسجد کا نام توحید مسجد رکھا۔ ہاں آپ عثمانی کے لٹریچر سے توحید، شرک، اسلام، کفر اور بدعت کی جامع مانع تعریف دکھا دیں تو ہم ان پانچ تعریفوں کے دکھانے پر آپ کو پانچ ہزار روپے انعام دیں گے۔ تعریف جامع مانع ہو اور مستند اور باحوالہ ہو۔ اب جتنے پڑھے لکھے لوگ تھے وہ اس کے سر ہو گئے کہ یہ تعریفات دکھاؤ؟ مگر وہ کہاں سے دکھاتا۔ بہت پریشان ہوا۔ میں نے خود عثمانی سے یہ پانچوں تعریفیں پوچھی تھیں وہ بھی نہ کر سکا تھا۔ آخر تو کس باغ کی مولیٰ ہے۔

دین داری:

کہنے لگا میں تو عثمانی صاحب کی دین داری سے بہت متاثر ہوا ہوں، میں نے کبھی اس کی زبان سے جھوٹ سنا نہ اس کی زبان سے کبھی کسی کی برائی سنی۔ اس کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ اور حوالے اتنے صحیح دیتا کہ فوٹو سٹیٹ لگا دیتا میں نے کہا:

- اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ
میں نے کہا کہ میں نے بھی اس کے لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ میں آپ سے ان باتوں میں اتفاق نہیں کر سکتا۔ عثمانی لکھتا ہے:
- (۱)..... اس (حدیث) میں محمد بن محمد بن العثمان بن شبل کا تفرّد ہے اور وہ منکر الحدیث ہے۔ امام ابن جوزی کہتے ہیں کہ یہ روایت موضوع ہے (میزان الاعتدال ص ۱۲۹ ج ۳، ص ۲۶ ج ۴) (مزار میلے ص ۳۵) مگر افسوس کہ یہ بات میزان الاعتدال میں بالکل نہیں۔ لوگ پکاراٹھے کہ یہ جھوٹ ہوا۔
- (۲)..... مزار میلے صفحہ ۳۷ پر ہے: ”اس میں محمد بن موسیٰ البصری کو کذاب اور وضاع (دروغ گو اور روایتیں اپنی طرف سے بنانے والا) کہا گیا ہے۔“
- (۳)..... ابن عدی کہتے ہیں کہ محمد بن موسیٰ حدیث بناتا تھا۔
- (۴)..... ابن حبان کہتے ہیں کہ اپنی طرف سے روایتیں بناتا تھا۔
- (۵)..... اور اس نے ایک ہزار سے زیادہ حدیثیں گھڑی ہیں (میزان الاعتدال ص ۱۳۱ ج ۳، ص ۵۰ ج ۴) یہ پانچوں باتیں میزان الاعتدال میں نہیں ہیں۔ لوگ حیران تھے کہ ایک ہی سائنس میں پانچ جھوٹ، تو بہ تو بہ خدا بچائے۔
- (۶-۱۱)..... مزار میلے ص ۳۶ پر ہے: اس روایت میں مروان کا تفرّد ہے اور: ۱..... محمد بن مروان متروک الحدیث ہے۔ ۲..... جریر کا کہنا ہے کہ محمد بن مروان کذاب ہے۔ ۳..... عقیلی کا قول ہے کہ ابن نمیر کہتے ہیں کہ محمد بن مروان الکلی کذاب ہے۔ ۴..... امام نسائی اس کو متروک الحدیث کہتے ہیں۔ ۵..... صالح کہتے ہیں کہ وہ روایتیں گھڑا کرتا تھا۔ ۶..... ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو موضوع روایات بیان

کرتے ہیں (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۳۲، ج ۴ ص ۳۳) یہ چھ کی چھ باتیں میزان الاعتدال میں نہیں ہیں۔ لوگ پریشان تھے کہ جھوٹ میں اتنی ترقی۔ اب تو پروفیسر صاحب بت بنے بیٹھے تھے۔ نہ ہاں نہ ہوں۔

زبان کی شگلی:

میں نے کہا کہ کہنے کو تو عثمانی نے لکھا ہے کہ شریعت کی بنیاد جس طرح تین چیزوں پر ہے قرآن، حدیث اور اجماع۔ اس کے بعد کہیں قیاس کا نمبر آتا ہے (ایمان خالص ص ۳۲ ج ۱) یعنی وہ اجماع کو شریعت کی بنیاد مانتا ہے۔ اب دیکھئے جن بزرگوں کے کامل اولیاء اللہ ہونے پر امت کا اجماع ہے ان کے بارے میں وہ کسی زبان استعمال کرتا ہے: حضرت ابراہیم بن ادہم ۱۶۲ھ، حضرت رابعہ بصری ۱۸۵ھ، قیسری صدی ہجری کے حضرت معروف کرخی ۲۰۶ھ، حضرت ذوالنون مصری ۲۳۵ھ، حضرت سری سقطی بغدادی ۲۵۹ھ، حضرت بایزید بسطامی ۲۶۱ھ، حضرت ابو عبد اللہ ترمذی ۲۸۵ھ، چوتھی صدی کے حضرت ابو بکر شبلی ۳۳۳ھ، پانچویں صدی کے حضرت علی ہجویری المعروف بدایہ النسخ لاہوری ۳۶۵ھ، حضرت ابواسحاق عیسیٰ بروی ۳۸۱ھ، چھٹی صدی ہجری کے امام غزالی ۵۰۵ھ، حضرت عبد القادر جیلانی ۵۶۱ھ، حضرت احمد رقاوی ۵۷۸ھ، ساتویں صدی کے خواجہ معین الدین اجمیری چشتی ۶۳۳ھ، خواجہ بختیار کاکی ۶۳۳ھ، خواجہ فرید الدین گنج شکر ۶۷۰ھ، مولانا جلال الدین رومی ۶۷۲ھ، آٹھویں صدی کے خواجہ نظام الدین اولیاء ۷۲۵ھ، امیر حسن بن علاء بخاری دہلوی المعروف خواجہ حسن دہلوی ۷۳۶ھ، نویں صدی کے شاہ مدار ۸۵۰ھ، شاہ مینا لکھنوی ۸۷۰ھ، خواجہ باقی باللہ ۱۰۱۳ھ، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ، حضرت مجدد الدین ۱۰۳۳ھ، شاہ عبدالرحیم ۱۱۳۱ھ، شاہ ابوالرضا محمد ۱۱۰۰ھ، شاہ دلی اللہ ۱۱۷۶ھ، شاہ عبدالعزیز ۱۲۳۹ھ، شاہ اسماعیل شہید ۱۲۳۶ھ، سید احمد شہید ۱۲۳۶ھ (و غیرہم) یہ سارے حضرات جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے دین اتحاد کے علم بردار تھے۔ (جس کا بانی عبد اللہ بن سبا یعنی یہودی تھا۔) (ایمان خالص

ص ۸۳) آج جو دین اسلام کے نام سے دنیا میں پایا جاتا ہے وہ انہی حضرات کا ایجاد کردہ ہے۔ قرآن و حدیث کے دین سے بالکل الگ، یکسر ممتاز، دین بندگی کی بجائے دین خدا کی۔ (ایمان خالص اول ص ۸۵) دیکھئے ان سب حضرات کے بارے میں صاف لکھ دیا ہے کہ ان لوگوں نے اسلام کے نام سے جو دین پیش کیا وہ قرآن و حدیث کا دین نہیں تھا۔ اللہ، رسول کا دین نہیں تھا بلکہ یعنی یہودی عبد اللہ بن سبا کا ایجاد کردہ دین تھا۔ یہ حضرات اپنے آپ کو خدا کے بندے نہیں سمجھتے تھے بلکہ معاذ اللہ نروود اور فرعون کی طرح اپنے آپ کو خدا کہلاتے تھے اور لوگ ان کو خدا مانتے تھے۔ اس پر دُک بہت مشتعل ہو گئے کہ ان بزرگوں نے اس ظالم کا کیا بگاڑا تھا کہ ان کو یہودی اور فرعون جیسا کہہ رہا ہے۔ اگر ہم اسے یہودی اور فرعون کہیں تو تم برداشت کرتے ہو۔ میں نے بتایا کہ عثمانی کے مرنے سے صرف چند روز پہلے اس بات پر مشتعل ہو کر چند باغیرت نوجوانوں نے بالال سنج لاہور میں اس کی لٹکائی کی تھی۔ وہ پنجاب کا دورہ کینسل کر کے واپس کراچی گیا اور لٹیک چند عرصے دن اپنا حساب کتاب دینے کے لئے بلالیا گیا۔ کیا یہ زبان درازی نہیں؟ افسوس کہ آپ اس کی زبان کی پاکیزگی کے قصیدے پڑھ رہے ہیں۔ اب وہ صاحب تو ایسے تھے کہ کانٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ مگر اس کے دوستی اور آدمکے۔ ایک وکیل صاحب تھے اور ایک ڈاکٹر صاحب، ان کے پیچھے ایک صاحب آئے جو داڑھی والے تھے اور بھول ان کے وہ ان کے فرقہ پرست، دین فروش مولوی صاحب تھے۔

عثمانی اور قرآن:

وہ فرقہ پرست کہنے لگا عثمانی نے قرآن کی تعلیمات کو عام کیا۔ میں نے کہا میں نے تو خود عثمانی کو کہا تھا کہ تو قرآن کو نہیں مانتا۔ وہ اس پر بہت بگڑا، میں نے قرآن پاک کی آیات پیش کیں جن میں قبر کا ذکر تھا لا نفسم علی قبرہ آپ اس منافق کی قبر پر کھڑے نہ ہوں۔ آپ ~~میں~~ یقیناً اسی گڑھے پر کھڑے ہونا چاہتے تھے میں نے کہا قرآنی آیات اور احادیث متواترہ میں اسی گڑھے کو قبر کہا گیا ہے جس میں میت کو رکھا جاتا

ہے۔ محدثین نے جتنے باب باندھے اسی قبر کے لئے باندھے۔ فقہاء نے قبر کے جتنے مسائل بیان کئے وہ اسی قبر کے بیان کئے۔ مگر عثمانی نہ قرآن کو مانے نہ احادیث متواترہ کو، نہ محدثین اور فقہاء کے اجماع کو۔ وہ کہتا ہے کہ قبر جسم مثالی کو کہتے ہیں (عذاب برزخ ص ۹۰۲)۔ آپ قرآن پاک کی ایک آیت پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جسم مثالی کو قبر فرمایا ہو۔ صرف ایک صحیح حدیث پڑھیں کہ آنحضرت ﷺ نے جسم مثالی کو قبر فرمایا ہو۔ اب تو فرقہ پرست دائیں بائیں جھانک رہا تھا۔ میں نے کہا تم بھی منکر قرآن ہو اور عثمانی بھی منکر قرآن تھا۔ میں نے کہا میں نے خود عثمانی سے یہ کہا تھا کہ میں تیرے لڑکچہ سے ثابت کرتا ہوں کہ تو کتاب و سنت کا منکر ہے۔ اس موضوع پر مجھ سے مناظرہ کر لو۔ مگر عثمانی کا یہ حال تھا کہ:

زمیں جہد نہ جہد گل محمد

رسولوں کا انکار:

میں نے ان چاروں سے کہا کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سب سچے رسولوں پر ایمان لانا شرط ایمان ہے۔ قرآن و سنت اس پر شاہد ہیں اور عثمانی کہتا ہے کہ صرف ایک رسول (محمد ﷺ) پر ایمان رکھنا چاہئے۔ باقی رسولوں پر ایمان نہیں رکھنا چاہئے۔ لوگ اور وہ چاروں بھی کہنے لگے کہ یہ بات تو جاہل سے جاہل مسلمان بھی نہیں کہہ سکتا۔ یہ بالکل جھوٹ ہے عثمانی، نے کہیں یہ نہیں لکھا نہ کبھی کہا۔ میں نے کہا عثمانی نے تو اپنے فرقے کی بنیاد اسی لئے رکھی۔ وہ کہتا ہے کہ باقی لوگ آمسوا باللہ ورسولہ کی بجائے آمسوا باللہ ورسولہ کی تلقین کرتے ہیں لیکن ہم اس کو صحیح نہیں سمجھتے (دعوة الی اللہ ص ۱۶، ۱۵)

سب کہنے لگے کہ یہ تو صاف قرآن کا انکار ہے۔ وہ فرقہ پرست کہنے لگا کہ تم لوگ ایسی حدیثیں مانتے ہو جن کے راوی کذاب ہیں۔ عثمانی نے ہمیں جھوٹوں اور کذابوں سے بچا لیا۔ میں نے کہا کہ تم جو قرآن پڑھتے ہو وہ قاری حفص کی روایت

ہے۔ کہنے لگا بیشک میں نے کہا عثمانی تو لکھ گیا ہے کہ وہ کذاب، وضاع، جھوٹی روایتیں بنانے والا کذاب تھا (حزار میلے ص ۳۵) جو خدا تعالیٰ کے رسول پر جھوٹ بولتا رہتا تھا کیا وہ خدا پر جھوٹ نہیں بول سکتا؟ پھر اس قرآن کا تم کیسے اعتبار کرتے ہو جس کا راوی قاری حفص نبی پاک ﷺ پر بار بار جھوٹ بولتا تھا۔ اسی لئے عثمانی اس کو کذاب اور وضاع کہتا ہے۔ سب لوگ کہنے لگے کہ بات تو صاف ہو گئی کہ اگر عثمانی سچا ہے تو قرآن معاذ اللہ جھوٹا ہے اور اگر قرآن سچا ہے اور یقیناً سچا ہے تو عثمانی یقیناً جھوٹا ہے۔ اس پر چار نوجوان خاموشی سے اٹھے اور باہر نکل گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں لفافے تھے۔ جن میں عثمانی کا لڑکچہ تھا اور کہنے لگے کہ ان رسالوں میں ہمیں یہ حوالے لگوا دیں۔ ہم تو ان رسالوں کو بڑی محبت سے پڑھتے تھے کہ ان میں قرآنی تعلیمات ہیں۔ اب پتہ چلا کہ یہ عثمانی تو قرآن کا منکر بلکہ دشمن ہے۔ اب ہم انشاء اللہ العزیز ان کی حقیقت لوگوں پر واضح کریں گے اور اب انشاء اللہ العزیز ہمارے علاقے میں تو یہ لڑکچہ تقسیم نہیں کر سکیں گے۔ اس وقت ان چاروں کی حالت دیدنی تھی۔ وہ بھاگنے کے لئے بار بار اٹھتے تھے مگر لوگ ان کو پکڑ کر بٹھا لیتے تھے اور کہتے تھے کہ آج تک ہم آپ کی ایک طرفہ باتیں سنتے رہے۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی تو آج ہو رہا ہے۔

احادیث اور عثمانی:

اس فرقہ کے دکاندار سے لیکر ان کے فرقہ پرست دین فروش پیشوا تک سب کی نوک زبان پر یہودیوں والی آیتیں ہوتی ہیں اور وہ مسلمانوں پر پڑھ کر بڑے خوش ہوتے ہیں اور اسی کو یہ جہاد فی سبیل اللہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ انکی اپنی حالت ان سے بھی بدتر ہے۔ قرآن پاک نے یہودی کی ایک بد عادت کا ذکر کیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے سچے نبیوں کی صرف ان باتوں کو مانتے تھے جو ان یہودیوں کی نفسانی خواہشات کے مطابق ہوتی تھیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ارشادات اگر ان کی خواہشات نفسانی کے خلاف ہوتے تو بالکل نہ مانتے بلکہ ان پاک اور معصوم نبیوں کو شہید تک کر گزرتے

تھے۔ بالکل یہی حال عثنیٰ کا ہے کہ اگر کسی حدیث سے مرزا قادیانی کی طرح غلط مطلب نکال کر اپنی کسی غلط بات کی تائید کر سکتا ہے تو اس کی سند کتنی ہی ضعیف کیوں نہ ہو اس حدیث کو پورے دھڑلے سے پیش کر دیتا ہے اور اگر کوئی حدیث اس کے گھڑے ہوئے عقیدوں کے خلاف ہو تو وہ اگرچہ مشہور بلکہ متواتر ہی کیوں نہ ہو اس کو اس بے دردی سے شہید کر دیتا ہے کہ یہ وہ بھی داد دے بغیر نہیں رہ سکتے۔

دم اور تعویذ دنیاوی طریق علاج ہیں:

(۱)..... جس طرح حلال دوا جائز اور حرام ممنوع ہے اور کسی دوا کا نام قرآن وحدیث میں ہونا ضروری نہیں جیسے نیر و بیان، اسے پی سی وغیرہ کا نام نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں مگر ان کا استعمال بالکل جائز ہے، کوئی جاہل سے جاہل بھی اس کے استعمال کو شرک اور بدعت نہیں کہتا، اسی طرح دم اور تعویذ کی عبارت درست ہو تو درست ہے، غلط ہو تو غلط ہے۔ اب عثنیٰ کی مطلب پرستی کی داد دیجئے کہ تعویذ کے بارے میں ابو داؤد و شریف کی ایک حدیث کا انکار کرنے کے لئے اپنی کتاب تعویذات اور شرک (ص ۶) میں ایک راوی محمد بن اسحاق کو کذاب اور دجالوں میں سے بڑا دجال لکھا ہے۔ حالانکہ یہ دنیاوی طریق علاج کا مسئلہ ہے نہ کہ عقائد کا اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی انتم اعلم بما سوردنیاکم (مسلم) ہی اس کے لئے کافی ہے مگر جب ضرورت پڑی تو عقائد کے مسئلہ میں بھی شہداء کی رو میں سبز پرندوں میں ہوتی ہیں (ابو داؤد) کی ہی حدیث کو پیش کر دیا جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اس کی سند میں یہی راوی محمد بن اسحاق ہے۔ دیکھو شہداء جنت میں زندہ ہیں (ص ۲) ابو داؤد میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند یوں ہے: "حدثنا عثمان بن ابي شيبة نا عبد الله بن ادریس عن محمد بن اسحاق عن اسمعيل بن أمية عن ابي الزبير عن سعيد بن جبير عن ابن عباس" (ابو داؤد باب فضل الشهادة في الجهاد ص ۳۴۱)۔ یہ دیکھ کر سب کہنے لگے کہ یہ خدا پرستی تو نہیں ہے اور واقعی یہودیوں والی عادت ہے کہ جو حدیث نفس کو

ابھی لگی مان لی دوسری کو زنج کر ڈالا۔

(۲)..... حدیث پاک میں ہے کہ جب میت کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اس کے جسم میں روح لوٹائی جاتی ہے (احمد۔ ابو داؤد)۔ علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ سوال کے وقت بدن میں روح کے لوٹائے جانے کی حدیث کو ابن تیمیہ نے متواتر کہا ہے (العظم المتناثر ص ۹۸) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ بھی فرماتے ہیں: "اعادة الروح الى الجسد في قبره حق" یعنی قبر میں روح کا جسم کی طرف لوٹایا جانا حق ہے۔ (فدا کبر ص ۳۹) اب اس متواتر حدیث کے خلاف عثنیٰ کی راہنی بھی سن لیں۔ لکھتا ہے "دنیاوی قبر میں عذاب قبر کا اثبات حیات فی القبر کے ہم معنی اور قبر پرستی کے شرک کی اصل اور بنیاد ہے۔ اس لئے شیطان نے اس مسئلہ میں اس وقت کے نبی ﷺ کی میت مبارکہ ابھی دفن بھی نہ ہوئی تھی کہ امت کے دوسرے نمبر کے بزرگ ترین ولی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فریب دینے کی کوشش کی تھی۔ اللہ کا کرم کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دشمن ایمان کے اس وار کو اسی پرالٹ دیا اور پھر دو صدیوں تک اس کی ایک نہ چل سکی۔ پھر دو سو بیس ہجری کے مسئلہ خلق قرآن کے ہیر ومام احمد بن حنبل پر اس کا دار ہوا۔ افسوس کہ وہ تاب نہ لائے۔ اب ان کی شہرت اور بے پناہ عقیدت کے سہارے اس ازلی دشمن کو قبر پرستی کے شرک کی بنیاد کہ "مرنے والا دنیاوی قبر میں زندہ ہے" امت کے عقیدہ میں داخل کرنے اور قائم رکھنے کا موقع مل گیا۔ پھر دنیا بھی لٹی اور آخرت بھی برباد ہو گئی۔ اور آج ہر طرف شرک و کفر کے سیاہ سائے راج کر رہے ہیں (عذاب برزخ ص ۲۶)۔ آپ یقیناً عثنیٰ کے ہاتھ کی صفائی کی داد دیں گے کہ متواتر حدیث کے مضمون کو کفر اور شرک قرار دینا یا مگر احمد بن حنبل کا قول قرار دے کر اور ساری امت کو کافر، مشرک قرار دے دیا کہ یہ نبی پاک کو نہیں مانجی۔ امام احمد کی امت ہے اور شیطان جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر بھاگ جاتا تھا، عثنیٰ نے اس کی ایسی پیچھے ٹھوکی کہ اب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگنے کی بجائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فریب دینے لگ گیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ۵۸ھ میں وصال فرمایا تو وصیت فرمائی کہ میرے دفن کے بعد میری قبر کے قریب کچھ دیر ٹھہرنا تاکہ میں مانوس رہوں (مسلم)۔ ظاہر ہے یہ تعلیم امام احمد بن حنبل کی تو نہیں ہو سکتی، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہے۔ مگر عینی کے تئیں تو دیکھئے لکھتا ہے ”وفات سے چار دن پہلے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کی وجہ سے بحرانی کیفیت طاری ہو سکتی ہے تو کیا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ پر اس وقت کہ جب وہ عین سکرانہ کی حالت میں ہوں طاری نہیں ہو سکتی؟ اور وہ ایسی بات نہیں کہہ سکتے کہ اگر پورے ہوش و حواس میں ہوتے تو کبھی نہ کہتے (عذاب برزخ ص ۲۹)۔ یہاں تو اب ہم یہی کہہ سکتے ہیں:

لگے ہو منہ چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب

زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا

(۳)..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”الانبياء احياء في قبورهم يصلون“ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ یہ عقیدہ قرآن پاک میں مذکور آیات حیات شہداء سے بدلالة النص اور اس معناتواتر حدیث سے بجاہرہ النص ثابت ہے۔ امام سیوطی اس حدیث کو متواتر فرماتے ہیں۔ امام سخاوی اس پر اجماع نقل کرتے ہیں۔ علامہ شامی جس کے حوالے عینی بھی دیتا ہے فرماتے ہیں: انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں (ص ۳۶۶ ج ۳) اور عینی کہتا ہے کہ عقیدہ حیات النبی شرک کی جڑ ہے۔ گویا قرآن نے شرک سکھایا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک پھیلایا، امت نے شرک پر اجماع کیا۔ ضد کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ قرآن، حدیث متواتر اور اجماع کے خلاف عینی کی بے اصل راگنی پر ہی غالباً کسی نے یہ کہہ دیا تھا:

پایاں نہیں جدال کا انصاف شرط ہے

بے اصل بات اشتراک گریں کا شرط ہے

(۴)..... حضرات انبیاء کرام سے بڑھ کر کون تو حید شاس ہو سکتا ہے۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک نابینا کو وسیلہ سے دعاء مانگنے کی تعلیم دی (مسند احمد ص ۱۳۸ ج ۴، قندلی ص ۱۹۸ ج ۲، ابن ماجہ ص ۱۰۰، مستدرک حاکم ص ۳۱۳ ج ۱ وغیرہ) علامہ شامی جن کے جابجا عینی حوالے دیتا ہے، فرماتے ہیں: امام سبکی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تو سل مستحسن ہے۔ اس کے بغیر ابن تیمیہ کے سلف خلف میں کسی نے انکار نہیں کیا۔ اور ابن تیمیہ نے یہ ایک ایسی بدعت گھڑی ہے کہ ان سے پہلے کسی عالم نے یہ بات نہیں کہی (شامی ص ۳۵۰ ج ۵) مگر عینی نے ایک رسالہ ”نویسے کا شرک“ لکھ کر ساری امت کو شرک بنا دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ مشرک کر۔ لیکن عینی کا ہار یوں والا کمال ہے کہ اس نابینا والی حدیث کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے لکھ دیا کہ اس حدیث کا راوی ابو جعفر ہے جسکو امام مسلم و شافع (حدیثیں گھڑنے والا) بتاتے ہیں۔ امام نووی اور امام احمد بھی اس کو و شافع کہتے ہیں (مزار میلے ص ۲۷)۔ جس راوی کو ان حضرات نے جھوٹی حدیثیں بنانے والا لکھا ہے اس کا نام عبد اللہ بن مسور ابی جعفر البدائی ہے۔ اگر عینی پارتی اس حدیث کی سند میں یہ کھل نام صراحت کے ساتھ دکھا دے تو ہم ایک لاکھ روپیہ انعام دیں گے۔ ہم مستدرک حاکم ص ۳۱۳ ج ۱، مسند احمد ص ۱۳۸ ج ۴، عمل البوم و السیلة ص ۲۰۲ اور معجم صغیر طبرانی ص ۱۰۴ پر دکھاتے ہیں کہ یہ ابو جعفر اطمی ہے جو بالکل ثقہ ہے۔ مگر عینی کو مسلمانوں کو مشرک کہنے کا اتنا شوق ہے کہ راوی ہی بدل دیتا ہے۔

عیسائی ذہنیت:

حضرت عیسیٰ خدا کے سچے نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سچائی ثابت کرنے کے لئے ان کے ہاتھوں پر معجزات ظاہر فرمائے۔ وہ ہاتھ پھیرتے تو مادر زاد اندھا بینا ہو جاتا، کوڑھی سندرست ہو جاتا، قسم باذن اللہ فرماتے تو مردہ زندہ ہو جاتا وغیرہ۔ یہودیوں اور مرزائیوں نے تو ان معجزات کا یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ بالکل اسی طرح عینی نے کرامات کا یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم یہودیوں،

مرزائیوں اور عثمانیوں سے یہی پوچھتے ہیں کہ کس سے نہیں ہو سکتا؟ اگر کہو کہ نبی یا ولی سے نہیں ہو سکتا تو درست ہے۔ ہم ان معجزات اور کرامات کو نبی یا ولی کا فعل نہیں کہتے خدا کا فعل کہتے ہیں اور اگر کہو کہ خدا تعالیٰ سے نہیں ہو سکتا؟ تو یہ صاف طور پر خدا کے علم اور اس کی قدرت کا انکار ہے۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے علم اور اس کی قدرت کا انکار کرتا ہے وہ تو خدا ہی کا منکر ہے اسے اہل توحید کیسے کہا جاسکتا ہے؟ اس بارے میں تو عثمانی نے یہودی تہلیل کی کہ اللہ تعالیٰ کا علم اور قدرت عثمانی سے زیادہ نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ میں عثمانی سے زیادہ علم و قدرت مانے وہ مشرک ہے گمراہ ہے۔ دوسری طرف عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کے معجزات کو خدا کا فعل ماننے کی بجائے حضرت عیسیٰ کی قدرت قرار دیکر ان کو خدا کا شریک قرار دے دیا اور وہی معجزات مسیح جو اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کا ظہور تھے اور ایک ایک معجزہ دلیل توحید تھا، ان کو دلائل شرک بنالیا۔ ان معجزات مسیح کو دلائل شرک قرار دینے میں نہ اللہ تعالیٰ کا قصور ہے کہ اس نے یہ معجزات کیوں ظاہر فرمائے نہ ہی حضرت عیسیٰ کا، بلکہ یہ قصور صرف عیسائی ذہنیت کا ہے۔ بالکل اسی طرح عثمانی نے مسلمان بزرگوں کی کرامات کا مطالعہ خالص عیسائی ذہنیت کے ساتھ کیا اور وہ کرامات جن کو اہل اسلام خدا کا فعل، خدا کے علم و قدرت کا ظہور مانتے تھے اور ایک ایک کرامت کو دلیل توحید مانتے تھے، ان کو ان بزرگوں کا اپنا فعل قرار دے کر شرک کی بنیاد بنا ڈالا۔ ہم عثمانیوں کے لئے یہی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو عیسائی ذہنیت سے توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور وہ اسلامی ذہن کے ساتھ ان کرامات کا مطالعہ کریں تو ان کو یہی کرامات دلائل توحید نظر آئیں گی۔

خاتمہ:

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے مگر حضرت عیسیٰ کے بارہ میں جب آنحضرت ﷺ اور نجران کے عیسائی پادریوں کے درمیان مناظرہ ہوا تو آنحضرت ﷺ اپنے دلائل کا مدار محکمات پر رکھتے تھے، جبکہ عیسائی قرآنی مشابہات کو

مدار استدلال بناتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ جو لوگ محکمات کے مقابلہ میں مشابہات کے پیچھے لگے ہیں ان کے دل ہی ٹیڑھے ہیں۔ اسی طرح منکرین سنت متواترات کے مقابلہ میں شاذ و متروک روایات جمع کرتے رہتے ہیں اسی طرح صوفیاء کرام کے عقائد بالکل صحیح، اعمال بالکل درست ہیں۔ ہاں احوال میں غلبہ حال کے وقت اگر کوئی ایسا جملہ منہ سے نکل جائے جو بظاہر شریعت سے ٹکراتا ہو تو ایسی باتوں کو شیطانیات کہتے ہیں۔ ان میں نہ ان پر انکار جائز ہے کیونکہ غلبہ حال کے وقت وہ سوئے ہوئے آدمی کی طرح مرفوع الہم ہیں اور نہ ہی ان امور میں ان کی اتباع جائز ہے کیونکہ ہم مغلوب الحال نہیں ہیں، اس کو مثال سے یوں سمجھیں! ایک شخص کا عقیدہ ہے کہ بت پرستی جائز ہے تو وہ یقیناً مشرک ہے، دوسرا عقیدہ تا تو یہ نہیں مانتا مگر دوسروں کو دیکھ کر عملاً بت کے آگے سجدہ میں گر گیا یہ بھی سخت گنہگار ہے، تیسرے نے خواب میں بت کو سجدہ کیا یہ گناہ نہیں کیونکہ خواب میں وہ مرفوع الہم ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک مثال دی کہ توبہ کرنے والے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ کتنے خوش ہوتے ہیں کہ ایک شخص کی اونٹنی جنگل میں گم ہو گئی، اسی پر دانہ پانی تھا۔ اس نے بہت تلاش کی مگر نہ ملی اب بھوک، پیاس، تھکاوٹ سے موت سامنے نظر آنے لگی۔ وہ لیٹ گیا اسنے میں دیکھا اونٹنی پاس کھڑی ہے تو وہ بہت خوش ہوا اور خوشی میں بے اختیار اس کے منہ سے نکل گیا اللھم انت عبدی و انا ربک۔ یا اللہ تو میرا بندہ ہے میں تیرا رب ہوں (مملوۃ بمعناہ) اب دیکھئے یہ یقیناً جملہ کفر ہے لیکن غلبہ حال کی وجہ سے بے اختیار ہونے پر اس کو کافر نہ کہا جائے گا۔ عثمانی کا بزرگوں کے مکاشفات پر فتوے لگانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی جاہل کسی عثمانی سے احکام والا خواب سن کر اس کو سنگسار دے۔۔۔ الغرض عثمانی خدا کے علم و قدرت کا منکر، رسولوں کا انکاری، قرآن کی تفسیر بالاجرات میں مرزا سے دس قدم آگے، انکار حدیث میں پروین سے سو قدم آگے، حوالہ میں جھوٹ اور خیانت میں اپنی مثال خود اور ساری امت کو مشرک اور کافر بنانے میں ماہر ہے۔ اس کے لڑیچر سے خود بچیں اور دوسرے مسلمانوں کو اس کے فتنے سے بچائیں۔